

۵۔ میرا بیٹا میرا بینک

ڈاکٹر شہاب الدین پٹھان

پہلی بات :

آپ بیٹی ایک نثری صنف ہے۔ اسے خودنوشت بھی کہتے ہیں۔ اس میں مصنف اپنی زندگی کے قابل ذکر واقعات کو دلچسپ انداز میں پیش کرتا ہے۔ آپ بیٹی میں زندگی کے حقائق دیانت داری کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔ آپ بیٹی لکھتے وقت بعض مصنفین فکشن یا کہانی کا اسلوب اپناتے ہیں تو بعض لوگ سیدھی سپاٹ نثر میں اسے پیش کر دیتے ہیں۔ اردو کے نثری ادب میں کئی آپ بیتیاں مشہور ہوئیں مثلاً جعفر تھانیسری کی ’کالا پانی‘، خواجہ حسن نظامی کی ’آپ بیٹی‘، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کی ’گردِ راہ‘، جوش کی یادوں کی برات، سید ابوالحسن علی ندوی کی ’کاروانِ زندگی‘، اختر الایمان کی ’اس آباد خرابے میں‘ اور وزیر آغا کی ’شام کی منڈیر سے‘ وغیرہ۔ اردو میں ’سوانح نگاری‘ بھی ایک صنف ہے اور ’خودنوشت‘ سے ملتی جلتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ دوسروں کے احوال زندگی جس کتاب میں لکھے جاتے ہیں وہ سوانح نگاری کے ذیل میں آتی ہے اور مصنف خود اپنے حالات زندگی جس کتاب میں بیان کرتا ہے وہ خودنوشت یا آپ بیٹی کہلاتی ہے۔ ذیل کا سبق ڈاکٹر شہاب الدین نور محمد پٹھان کی آپ بیٹی ’ضرب سنگ تراش‘ سے لی گئی ہے۔

جان پہچان :

ڈاکٹر شہاب الدین نور محمد پٹھان یکم مئی ۱۹۴۹ء کو پمپری جلسین، ضلع احمد نگر کے ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام نور محمد تھا۔ انھوں نے نہایت غربت کی حالت میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ اپنے شوق میں وہ یکے بعد دیگرے تعلیم کے مدارج طے کرتے گئے جس کی بدولت انھیں ملازمت بھی ملی اور اپنی تعلیمی قابلیت کی وجہ سے وہ راسٹر سنت ٹکڑو جی مہاراج ناگپور یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی بنے۔ اتنے بڑے عہدے پر پہنچنے کے لیے نہ ان کی غربتی رکاوٹ بنی نہ ان کی دیہی زندگی آڑے آئی۔ وہ دنیا بھر کے کئی اداروں سے بھی وابستہ رہے۔ انھوں نے علم نباتات پر مرٹھی اور انگریزی میں کئی نصابی کتابیں لکھی ہیں۔

اس زمانے میں ہم کاڑے کے باڑے میں کرائے کے ایک مکان میں رہا کرتے تھے۔ کاڑے کے بہت سے گھر تھے۔ ان لوگوں نے اپنے کھیتوں ہی میں پکے مکانات تعمیر کر لیے تھے اور وہیں جا کر رہنے لگے تھے۔ لوگ اسے کاڑے کی بستی کے نام سے پکارتے تھے۔ کاڑے صاحب کے چار حصوں والے گھر میں ہم رہا کرتے تھے۔ وہ باڑا بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا تھا۔ جس گھر میں ہم رہتے تھے، اس کے پچھلے حصے کا ایک ٹکڑا گر گیا تھا۔ دیگر حصوں میں بھی مٹی گرتی رہتی تھی۔ والدہ کہتی تھیں کہ ایک دن بہت بڑا سانپ گھر میں نکل آیا۔ والدہ کی چیخ پکار پر لوگ جمع ہوئے اور سانپ کو مار ڈالا۔ ہمیں ایسے بوسیدہ اور پرانے مکان میں رہنے کی عادت ہو گئی تھی۔

ستارا کے زلزلے کے ڈر سے میں پچھلے آٹھ دنوں سے گاؤں میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ میں گھر کے پچھلے حصے میں کروٹیں بدل رہا تھا۔ نیند آنکھ سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اسی اثنا میں پڑوس میں رہنے والی نانو خالہ آگئیں۔ وہ میری والدہ کی ہم عمر تھیں۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ روزانہ دوپہر میں والدہ کے ساتھ گپ شپ کرنے کے لیے آ جایا کرتی تھیں۔ گھر میں چاروں طرف دیکھ کر وہ کہنے لگیں، ”شاید شابا سو گیا ہے؟“ میری والدہ مجھے پیار سے ’شابا‘ کہا کرتی تھیں۔ مجھے سویا ہوا سمجھ کر وہ دونوں باتیں کرنے لگیں۔ میں نیند کا ڈھونگ کر کے ان کی باتیں سنتا رہا۔

نانو خالہ والدہ سے کہنے لگیں، ”تمہارے گھر کا حال مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ بارش میں یہ کتنا ٹپکتا ہے! تم کہاں کہاں برتن

رکھ کر بارش کے پانی سے گھر کی حفاظت کرو گی؟ تمہیں اب نیا مکان بنوا لینا چاہیے۔ شابا کے ابو مستری ہیں، وہ دوسروں کے کتنے عمدہ گھر بناتے ہیں، تم اپنا گھر کب بنوا رہی ہو؟“

والدہ نے کہا، ہاں! میں نیا مکان ضرور بنواؤں گی۔“ یہ سن کر خالہ فوراً بولیں، ”سنو! نیا مکان تعمیر کرنے کے لیے کیا روپے نہیں لگتے؟ کیا تم نے اتنے روپے جمع کر رکھے ہیں؟“

اس پر والدہ نے کہا، ”ہاں ہیں میرے پاس روپے۔“ والدہ کی اس بات پر میں چونک پڑا۔ ستارا جانے کے لیے کرائے کی رقم نہیں تھی اسی لیے پچھلے آٹھ دنوں سے میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ ماں کہہ رہی تھی کہ ہاں! ہیں میرے پاس روپے۔ میں حیران تھا اسی لیے ان کی باتیں دھیان سے سننے لگا۔

نانو خالہ نے حیرت سے پوچھا، ”کتنے پیسے ہیں تمہارے پاس؟ اور تم نے وہ کہاں رکھ چھوڑے ہیں؟ اس سے پہلے تم نے مجھ سے تذکرہ کیوں نہیں کیا؟“ یہ سن کر والدہ نے نہایت سنجیدہ لہجے میں جواب دیا، ”میرے پاس روپے ہیں لیکن وہ بینک میں رکھے ہوئے ہیں۔“

یہ سن کر میں بھی چونک پڑا۔ میری نیند اڑ گئی۔ مجھ سے زیادہ حیرانی نانو خالہ کو ہوئی۔ ”روپے بینک میں رکھے ہیں! ارے واہ! بھلا کتنے روپے؟ اور کون سے بینک میں رکھے ہیں؟“ نانو خالہ والدہ کا جواب سننے کے لیے بے چین تھیں۔

والدہ نے کہا، ”دیکھو نانو بائی! پیچھے جو میرا لڑکا سویا ہوا ہے نا، میں اسے پڑھا رہی ہوں۔ پڑھ لکھ کر بڑا ہوگا تو اسے نوکری ملے گی۔ نوکری ملنے پر اس کی تنخواہ میں سے پیسے لوں گی اور نیا مکان بنواؤں گی۔ اری دیوانی! میرا بیٹا ہی تو میری بینک کی بچت ہے۔“

والدہ کا جواب سن کر نانو خالہ چلی گئی تھیں۔ میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس بات پر مجھے آج بھی حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں میری والدہ جو ان پڑھ تھیں، انہیں کیا پتا کہ بینک کیا چیز ہے؟ میں کالج کی تعلیم چھوڑ کر اپنا ہی نقصان کروں یہ تو بڑی نامناسب بات ہے۔ اب چاہے جو بھی ہو، مجھے کالج جانا چاہیے، پڑھائی کرنا چاہیے۔ مجھے اچھے نمبرات سے کامیاب ہو کر نوکری حاصل کرنا ہوگی اور والدہ کے لیے مکان بنوانا ہوگا۔ اس خیال سے میں روہانسا ہو گیا۔ میری نیند اڑ چکی تھی۔ کرائے کے پیسے نہیں ہیں تو کیا ہوا، میں پیدل ہی ستارا چلا جاؤں گا۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اب نہیں رُکوں گا۔ میں نے اپنی والدہ سے کہہ دیا کہ میں شام میں ستارا کے لیے روانہ ہو جاؤں گا۔ والدہ نے سمجھایا کہ ”رات میں کہاں ٹھہرو گے، اب صبح جانا۔“

میرے ایک دوست اشوک نے اپنی مزدوری کی رقم سے مجھے دس روپے دیے۔ اس رقم سے میں پونہ پہنچا۔ ہمارے گاؤں کے ایک پولس پوٹ راؤ کدم وہاں رہتے تھے۔ ان سے ہس روپے لے کر سیدھا ستارا پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔ مجھے چین کہاں تھا؟ مجھ پر جب کبھی نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو والدہ کے جملے میرے کانوں میں گونجنے لگتے، ”میرا بیٹا ہی میری بینک کی بچت ہے۔“

گزشتہ دنوں میں نے اپنی والدہ کے لیے مکان تعمیر کروایا۔ وہ انہیں بہت پسند آیا۔ میں خوش تھا کہ میری کوششوں سے والدہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ آج والدہ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ ہم اس گھر کو ماں کا گھر کہتے ہیں۔

معنی و اشارات

Tearful	رونے کے قریب	-	روہانسا	Decayed, old	پرانا	-	بوسیدہ
Sway supremacy	حملہ ہونا	-	غلبہ ہونا	Become invisible	غائب ہونا	-	اوجھل ہونا
Dream to become	خواب سچ ہونا	{	خواب شرمندہ	Light conversation	بات چیت	-	گپ شپ
true			تعبیر ہونا	Startle	غفلت سے ہوشیار ہونا	-	چونک پڑنا
					نیند نہ آنا	-	نیند اڑنا
				Have one's sleep broken			

مشق

- جملوں میں استعمال کیجیے۔
- 1- (ب) مصنف پیدل ہی ستارا چلا گیا۔
- 2- مصنف اشوک کے دس روپے میں پونہ پہنچا۔
- 3- مصنف پوٹ راؤ کدم کے بیس روپے میں ستارا پہنچ گیا۔
- درج ذیل فقروں کے لیے صرف ایک لفظ لکھیے۔
- 1- والد اور والدہ -
- 2- گھر کا آس پاس -
- 3- جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو -
- 4- رونے کے قریب ہو گیا -
- مصنف کے گھر کا حال بیان کیجیے۔
- ”میرا بیٹا ہی تو میری بینک کی بچت ہے۔“ اس جملے کی وضاحت کیجیے۔
- مصنف اچھے نمبرات سے کامیاب ہو کر نوکری حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس خیال کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔
- اس گھر کو ماں کا گھر کہتے ہیں۔ وجہ لکھیے۔
- غلط بیان کی نشاندہی کیجیے۔
- 1- (الف) نانو خالہ مصنف کی والدہ کی بہن تھیں۔
- 2- نانو خالہ مصنف کی والدہ کی ہم عمر تھیں۔
- 3- نانو خالہ مصنف کی پڑوسن تھیں۔



کسی انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم چیز
عمل کا جذبہ ہے۔
آدمی کے اندر عمل کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اس کے اندر کی
سوئی ہوئی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔